49014 ـ عید کے احکام اور اس میں پائی جانے والی سنتیں

سوال

میں عید میں کیے جانے والی بعض سنتیں اور احکام معلوم کرنا چاہتا ہوں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اللہ تعالی نے عید میں کئی ایك احکام بنائے ہیں، جن میں سے چند ایك درج ذیل ہیں:

اول:

چاند رات میں یعنی رمضان کے آخری روز غروب شمس سے لیکر نماز عید میں امام کے حاضر ہونے تك اونچی آواز میں تکبیریں کہنا.

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:

اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر و للہ الحمد.

یا پھر تین بار اللہ اکبر کہے اور پھر یہ کہے: اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر و للہ الحمد.

یہ سب جائز ہے.

انسان کو چاہیے کہ وہ بازاروں اور مساجد اور گھروں میں بلند آواز سے تکبیریں کہے، لیکن عورتیں بلند آواز سے نہیں کہینگی.

دوم:

عید الفطر کی نماز ادا کرنے کے لیے نکلنے سے قبل طاق کھجوریں کھائے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طاق کھجوریں کھائے بغیر نماز عید کے لیے نہیں نکلتے تھے، اور وہ بھی طاق کھجوریں ہی کھائے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا.

سوم:

اچھے اور خوبصورت کپڑے اور لباس زیب تن کرے، یہ مردوں کے لیے ہے لیکن عورتیں جب عیدگاہ جانے کے لیے نکلیں تو وہ خوبصورت لباس پہن کر بے پرد ہو کر مت جائیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" وہ عام لباس میں جائیں " یعنی عادی لباس میں جو بے پردگی کا باعث نہ بنے، اور عورت کے لیے بے پرد ہو کر اور خوشبو لگا کر نکلنا حرام ہے.

چہارم:

بعض علماء کرام نے نماز عید کے لیے غسل کرنا مستحب قرار دیا ہے؛ کیونکہ یہ کچھ سلف رحمہم اللہ سے مروی ہے، اور عید کے لیے غسل کرنا مستحب ہے، جیسا کہ جمعہ کے دن لوگوں کے جمع ہونے کے لیے مشروع کیا گیا ہے، اگر عید کے لیے انسان غسل کر لے تو بہتر ہے.

پنجم:

نماز عید ادا کرنا، نماز عید کی مشروعیت پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے، اور کچھ اسے سنت قرار دیتے ہیں، اور کچھ اسے فرض کفایہ، اور کچھ لوگ فرض عین قرار دیتے ہیں، جو نماز عید ترک کرے وہ گنہگار ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے کہ: قریب البلوغ اور کنواری لڑکیاں جو عادتا باہر نہیں نکلتی انہیں بھی نکلنے کا حکم دیا گیا کہ وہ عیدگاہ میں حاضر ہوں حتی کہ حیض والی عورتیں بھی لیکن وہ جائے نماز سے علیحدہ رہیں گی، کیونکہ حائضہ عورت کے لیے مسجد میں ٹھرنا جائز نہیں صرف اس کے لیے مسجد میں گزرنا جائز ہے لیکن وہ وہاں ٹھر نہیں سکتی.

میرے نزدیک جو دلائل سے راجح ہے کہ یہ فرض عین ہے، اور ہر مرد پر نماز عید میں حاضر ہونا واجب ہے، صرف عذر والا شخص نہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے.

نماز عید کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلی (سبح اسم ربك الاعلى) اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیۃ (هل اتاك حديث الغاشية) تلاوت کرے، یا پھر پہلی رکعت میں سورۃ ق ، اور دوسری رکعت میں سورۃ القمر، دونوں رواتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہیں.

ششم:

جب عید اور جمعہ دونوں ایک ہی یوم میں اکٹھے ہو جائیں، تو نماز عید ادا ہو گی اور اسی طرح نماز جمعہ بھی ادا کیا جائیگا، جیسا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے

صحيح مسلم ميں روايت كيا ہے، ليكن جو شخص نماز عيد ميں حاضر ہوا ہو وہ چاہے تو جمعہ ميں حاضر ہو، اور اگر چاہے تو ظہر كى نماز ادا كر لے.

ہفتم:

اكثر اہل علم كے ہاں عيد كے احكام ميں يہ شامل ہے كہ جب انسان عيد گاہ امام سے قبل پہنچ جائے تو وہ دو ركعت ادا كيے بغير ہى بيٹھ جائے گا، كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے صرف عيد كى دو ركعت ادا كيں نماز عيد سے قبل اور بعد ميں كوئى ركعت نہيں ادا كى تھى.

اور بعض اہل علم كا كہنا ہے كہ: اگر وہ آئے تو دو ركعت ادا كيے بغير نہ بيٹے كيونكہ عيدگاہ مسجد ہے، اس كى دليل يہ ہے كہ وہاں حائضہ عورت كو آنے سے منع كيا گيا ہے، تو اس ليے وہاں مسجد كا حكم ثابت ہو گا، جو كہ اس كے مسجد ہونے كى دليل ہے.

تو اس بنا پر يہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے اس فرمان كے عموم ميں شامل ہوتا ہے:

" جب تم ميں سے كوئى ايك مسجد ميں داخل ہو تو دو ركعت پڑھے بغير نہ بيٹھے"

اور رہا مسئلہ نماز عيد سے قبل اور بعد ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے نمازادا نہ كرنے كا تو يہ اس ليے ہے كہ جب آئے تو نماز عيد سے ابتد كى.

تو اس طرح عيدگاہ كے ليے بھى تحيۃ المسجد ثابت ہے جس طرح باقى مساجد كے ليے، اور اس ليے بھى كہ اگر ہم حديث سے يہ اخذ كريں كہ عيد كى مسجد كے ليے تحيۃ المسجد نہيں تو پھر يہ كہيں گے كہ: جمعہ والى مسجد كے ليے بھى تحيۃ المسجد نہيں؛ كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم جب مسجد ميں حاضر ہوتے تو خطبہ ارشاد فرماتے اور پھر دو ركعت پڑھاتے، اور پھر وہاں سے چلے جاتے اور جمعہ كى سنتيں گھر ميں جا كر ادا كرتے، تو جمعہ سے قبل اور نہ ہى بعد ميں نماز نہ ادا كرتے.

ميرے نزديك تو راجح يہى ہے كہ عيدگاہ ميں تحيۃ المسجد ادا كى جائيگى، ليكن اس كے باوجود اس مسئلہ ميں ہم ايك دوسرے پر انكار اور اعتراض نہيں كرينگے؛ كيونكہ يہ اختلافى مسئلہ ہے، اور اختلافى مسئلہ ميں كسى پر انكار كرنا صحيح نہيں، ليكن اگر نص بالكل واضح ہو، اس ليے جو پڑھے ہم اس پر انكار نہيں كرينگے، اور جو بيٹھ جائے ہم اس پر بھى انكار نہيں كرينگے.

ہشتم:

عيدالفطر كے احكام ميں يہ بھى شامل ہے كہ: اس ميں فطرانہ فرض ہے، نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے حكم ديا

ہے کہ فطرانہ نماز عید سے قبل ادا کیا جائے، اور عید سے ایك یا دو روز قبل فطرانہ دینا جائز ہے، اس کی دلیل ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ حدیث ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے بخاری میں روایت کیا ہے:

" اور وہ عید سے ایك یا دو روز قبل ادا کیا کرتے تھے "

اور اگر فطرانہ نماز عید کے بعد نکالا جائے تو یہ ادا نہیں ہو گا کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں ہے:

" جس نے نماز عید سے قبل ادا کر دیا تو یہ فطرانہ قبول کردہ ہے، اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات میں سے ایك صدقہ ہو گا"

اس لیے انسان پر فطرانہ کی ادائیگی میں نماز عید سے تاخیر کرنا حرام ہے، اگر وہ بغیر کسی عذر کے تاخیر کرتا ہے تو یہ فطرانہ قبول نہیں ہو گا، اور اگر عذر تھا یعنی کہ وہ سفر میں تھا اور اس کے پاس فطرانہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو یا پھر اسے فطرانہ لینے والا کوئی نہ ملا، یا جس نے اپنے اہل و عیال پر اعتماد کیا کہ وہ فطرانہ دے دیں گے، اور گھر والوں نے اس پر اعتماد کیا کہ وہ دے دے گا لیکن کسی نے بھی نہ دیا، تو ایسے شخص کے لیے جب آسانی اور میسر ہو فطرانہ ادا کردے، اگرچہ نماز عید کے بعد ہی ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں، کیونکہ یہ معذور تھا.

نہم:

لوگ ایك دوسرے کو عید کی مبارکباد دیں، لیکن ایسا کرنے میں بہت سی محظورات اور ممنوعہ اشیاء کی جاتی ہیں، جو بہت سے لوگ ایجاد کر چکے ہیں، وہ اس طرح کہ بعض لوگ گھروں میں داخل ہو کر اپنے قریبی رشتہ دار اور دوست و احباب کی بے پرد عورتوں کو محرم کے بغیر مصافحہ کرتے ہیں، یہ بہت بری چیز ہے جس میں کئی ایك برائیاں ہیں.

ہم دیکھتے ہیں کہ: بعض لوگ اجنبی عورتوں سے مصافحہ کرنے سے منع کرنے والے سے نفرت کرتے ہیں، اور یہ ظالم لوگ ہیں نہ کہ منع کرنے والا، قطع رحمی ان کی جانب سے ہے، نہ کہ روکنے والے کی شخص کی جانب سے، لیکن اس پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ انہیں بتائے اور ان کی راہنمائی کرے کہ انہیں اس مسئلہ میں ثقہ اہل علم سے سوال کرنا چاہیے تاکہ وہ اس مسئلہ میں صحیح علم حاصل کر سکیں.

اسے ان کی راہنمائی کرنی چاہیے کہ وہ صرف اپنے آبائی رسم و رواج پر عمل پیرا ہونے کی بنا پر غصہ میں نہ آئیں؛ کیونکہ یہ رسم و رواج نہ تو کسی حلال کو حرام اور نہ ہی کسی حرام کو حلال کر سکتے ہیں.

اور اسے ان کے سامنے یہ بیان کرنا چاہیے کہ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ بھی بالکل اسی طرح ہونگے جس کے متعلق اللہ تعالی نے بیان کیا ہے:

اور اسی طرح ہم نے آپ سے قبل جس بستی میں بھی کوئی رسول مبعوث کیا تو اس کے خوشحال لوگوں نے یہ جواب دیا: ہم نے تو اپنے آباء واجداد کو ایك طریقے پر پایا اور ہم ان کے آثار کی پیروی کر رہے ہیں.

اور بعض لوگوں کی عادت ہے کہ وہ عید کے روز قبرستان جاکر قبر والوں کو عید کی مبارکباد دیتے ہیں، حالانکہ قبروں والوں کو مبارکباد کی کوئی ضرورت نہیں، نہ تو انہوں نے روزے رکھے، اور نہ ہی قیام کیا.

اور پھر قبروں کی زیارت عید یا جمعہ یا کسی اور دن کے ساتھ خاص نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے رات کے وقت قبرستان کی زیارت کی، جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت یاد دلاتی ہیں "

صحیح مسلم.

قبرستان کی زیارت عبادت ہے، اور عبادت اس وقت تك مشروع نہیں ہوتی جب تك وہ شریعت کے موافق نہ ہو، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز کو قبروں کی زیارت کے لیے مخصوص نہیں کیا، اس لیے اسے مخصوص نہیں کرنا چاہیے.

دہم:

اور عید کے روز لوگ ایك دوسرے سے معانقہ کرتے ہیں، ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں.

یادہم:

نماز عید کے لیے جانے والے شخص کے لیے مشروع ہے کہ وہ ایك راستے سے جائے اور واپسی دوسرے راستے سے آئے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور سنت یہی ہے، نماز عید کے علاوہ کسی اور نماز میں یہ طریقہ سنت نہیں، نہ تو نماز جمعہ میں اور نہ ہی کسی دوسری نماز میں، بلکہ صرف نماز عید کے ساتھ خاص ہے.

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (16 / 216- 223) اختصار کے ساتھ.

واللہ اعلم .